بالا صاحب دیورس کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ بابری مسجد کے خلاف اندرونی سازش کی جڑیں بہت گہری ہیں۔ اسلام میں اس طرح کی اندرونی سازش کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ٹیپو سلطان کو بھی اندرونی سازش ہی کی وجہ سے شکست کا منہ اس وقت دیکھنا پڑا تھا جب اس وقت کے افغان حکمران اپنی فوج لے کر ٹیپو سلطان کی مدد کے لئے آرہے تھے تو ایک غدار مہدی حسن نے ایران جا کر وہاں کی حکومت کو گمراہ کیا تھا اور ایران نے افغانستان سے بغیر کسی وجہ کے جنگ چھیڑ دی تھی تاکہ وہ ٹیپو سلطان کی مدد نہ کر سکے۔ اگر ایران غدار مہدی حسن کی وجہ سے افغانستان سے جنگ نہ چھیڑتا تو ۱۷۹۹ء میں ہی ہندوستان انگریزوں کے تسلط سے آزاد ہو گیا ہوتا اور لال قلعہ پر ٹیپو سلطان کا پرچم لہراتا۔

آغا روحی وغیرہ جو کچھ کر رہے ہیں اس پر "اتحاد بین المسلمین" کے پر فریب نعروں سے مسحور ہو کر خاموش نہیں رہا جا سکتا۔ آغا روحی جیسے خمینی پرستوں نے ہر دور میں اسلام کو نقصان پہنچایا ہے اور وہ اس عقیدے کو ماننے والے ہیں کہ جب امام مہدی کا ظہور ہوگا تو وہ کافروں سے پہلے سنیوں سے جنگ کریں گے اور ساری دنیا میں داؤدی شریعت نافذ کریں گے۔ واضح رہے کہ اسرائیل بھی داؤدی شریعت ہی کی بات کرتا ہے۔

مسلمانوں کی بد قسمتی سے بابری مسجد کے مقدمے کو سبوتاژ کرنے کے لئے اتنی زبردست سازش رچائی گئی ہے کہ بابری مسجد کی تحریک بازیابی دو حصوں میں منقسم ہو گئی ہے۔ ایک حصے کے سربراہ شہاب الدین صاحب الگ راگ الاپ رہے ہیں تو ظفریاب جیلانی وغیرہ کچھ اور کہہ رہے ہیں۔ دونوں گروہوں نے بابری مسجد کے نام پر مسلمانوں کے جذبات کا استحصال کر کے خطیر رقم جمع کی تھی مگر کوئی گروہ وکیلوں کی فیس دینے کے لئے بھی پیسے نہیں نکالتا۔ ادھر وشوا ہندو پریشد نے مسلمانوں میں اپنے ایجنٹ پیدا کرنے کے لئے ایک کروڑ روپیہ مختص کر دیا ہے اور اب وہ روپیہ رنگ لا رہا ہے کہ آغا روحی جیسے لوگ وشوا ہندو پریشد کے منصوبے کی مکمل تائید کر رہے ہیں اور معلوم نہیں کتنے آغا روحی مسلمانوں کے خلاف اس گھناؤنی سازش میں ملوث ہیں۔

ادھر کچھ دنوں سے راجہ رشی وشواناتھ پرتاپ سنگھ بھی بابری مسجد کے قضیہ سے گہری دلچسپی لے رہے ہیں۔ حالانکہ وہ ایک عرصہ تک خاموش تھے۔ اخباری نمائندوں کے بار بار سوال کرنے پر بھی وہ بابری مسجد پر اظہار خیال سے گریز کر رہے تھے مگر اب راجہ صاحب فرماتے ہیں کہ بابری مسجد، رام جنم بھومی کے قضیئے کو بات چیت کے ذریعہ حل کرنے کے لئے اپنا تعاون پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آخر یہ کیا بات ہے کہ راجہ صاحب اب تک اس معاملہ میں خاموش تھے مگر اچانک وہ اس سے گہری دلچسپی لینے لگے ہیں۔ یہ کوئی انکشاف نہیں ہے کہ نئی دہلی کے ایرانی سفارت خانہ سے راجہ صاحب کے بھی گہرے تعلقات ہیں اور عام جلسوں میں ایرانی سفارت کاروں کے ساتھ راجہ صاحب اکثر و بیشتر نظر آنے لگے ہیں تو کیا راجہ صاحب نے اندر ہی اندر ایرانی قیادت سے کوئی بات طے کر لی ہے۔

بالا صاحب دیورس کو معلوم ہونا چاہئیے کہ بابری مسجد سنیوں کی ملکیت ہے اور عدالت بھی اس کو تسلیم کر چکی ہے اس لئے اس کے انہدام یا اس کو منتقل کرنے کے سلسلے میں اس کے شیعہ مالکوں سے بات چیت کرنا بے سود ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ بابری مسجد کا مسئلہ تمام مسلمانوں کا مشترک مسئلہ ہے اس لئے اس کے متعلق صرف شیعوں سے بات کرنا کیا معنی؟ یہ کہنا تو انتہائی خطرناک مضمرات کا پتہ دیتا ہے کہ ہم بابری مسجد کے شیعہ مالکوں سے بات کر رہے ہیں۔ آخر بالا صاحب دیورس بابری مسجد کے شیعہ مالکوں سے کیا بات کر رہے ہیں۔ اس کا مقدمہ تو سنی لڑ رہے ہیں جن کا

بقیہ صلا پر

ماضی کے جھروکے سے

محترم محمد حسن چغتائی مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس احرار اسلام پاکستان

مفکر احرار چودھری افضل حق کا ایک تاریخی خط

دم نہ کھاؤ دمہ ہو گا

علاقہ ہیڈ پنجند اور ضلع رحیم یار خاں کا دورہ ختم کرنے کے بعد جانشین امیر شریعت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری مدظلہ شب درمیانی یکم/۲ فروری ۱۹۸۲ء کو احمد پور شرقیہ تشریف لائے مجھے ان کے احمد پور شرقیہ میں متوقع آمد کا کا علم ہوا۔ تو میں بھی ملاقات کی غرض سے احمد پور چلا گیا۔ شاہ صاحب کی آمد پر احباب کی آمد و رفت کا سلسلہ رات گئے تک جاری رہا اور اچھی خاصی رونق رہی۔ صبح کو ایک پرانے کارکن " رفیق عبدالقدوس انصاری " بھی تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ کی بے نیازی، وہ کچھ عرصہ سے بصارت سے محروم ہو چکے ہیں۔ باوجود معذوری کے چلتے پھرتے رسائل و کتب فروخت کر کے اپنے اور اپنے بال بچوں کی گزر اوقات کرتے ہیں۔ وہ ایک پختہ ذہن احراری ہیں اور صحافت کی کوچہ گردی بھی کر چکے ہیں۔ باوجود بڑھاپے کے ان کی گفتگو میں وہی بانکپن اور تہور ہے جو جوانی کے زمانہ میں ہوا کرتا تھا۔ ان کی آمد پر مجلس میں نکھار آگیا۔ مجھے یاد آیا کہ ایک بار موصوف نے جیل میں آمدہ مفکر احرار چودھری افضل حق کے ایک خط کا ذکر کیا تھا مجھے اس کے مندرجات معلوم کرنے کا اشتیاق تھا۔ اس موقعہ کو غنیمت جانتے ہوئے میں نے یہ بات چھیڑ دی۔ انہوں نے بیان کیا

" میں جنگ عظیم دوم کے آغاز میں قائد احرار ماسٹر تاج الدین انصاری کے ہاں دھلی میں مقیم تھا۔ ان دنوں ماسٹر صاحب دفتر مجلس احرار اسلام ہند دہلی میں رہا کرتے تھے۔ جبکہ مجلس احرار اسلام ہند کی مجلس عاملہ نے "فوجی بھرتی بائیکاٹ" کی مہتم بالشان قرار داد منظور کر کے ڈکٹیٹر شپ کا اعلان کر دیا۔ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادی ڈکٹیٹر اول مقرر ہوئے۔۔ احرار کارکن، لیڈر اور رضاکار ملک بھر میں اس مہم میں شریک ہونے کے لئے نکل کھڑے ہوئے اور گرفتاریوں کا ملک گیر سلسلہ جاری ہو گیا۔ چنانچہ میں بھی دہلی سے تقریر کا آغاز کر کے وسط ہند کی طرف نکل پڑا۔ جھانسی میں میری گرفتاری عمل میں آئی اور ڈسٹرکٹ جیل بنارس میں مقید کر دیا گیا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مجھے سزائے موت کے مجرموں والی کوٹھڑی میں رکھا گیا۔ جہاں پہلے سے " مہاسبھائی دہشت پسند گروپ" کا ایک مفرور مجرم " پرمانند " بھی ساتھ کی کوٹھڑی میں مقید تھا۔ چند روز ڈسٹرکٹ جیل میں رہنے کے بعد مجھ پر " بواسیر " کی بیماری کا حملہ ہوا اور مجھے علاج کی غرض سے سنٹرل جیل بنارس میں منتقل کر دیا گیا۔ یہ خبر اخبارات میں شائع ہوئی اور مفکر احرار چودھری افضل حق مقید منٹگمری (ساہی وال) جیل